انسانی معاشرت پر علومِ اسلامیہ کے سیاسی و معاشی اثرات

The Political and Economic Impact of Islamic Studies on Human Society

☆مصباح فاطمہ

اسسٹنٹ پروفیسر ویمن یونیورسٹی ملتان

☆☆پروفیسر ڈاکٹر محمد ادریس لودھی(Crosspunding Author)

پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

Abstract

This essay presents the research analysis of political, social and economic impacts of Islamic teachings on human society. In the arena of Political life, Islam established the supremacy of Allah Almighty. Thus, political violence was abolished from society. It gave the concept of legal ownership instead of apparent ownership. Hence, people got rid of the economic exploitation. It introduced the revolutionary concepts of respect of humanity, freedom of humanity and quality among men and ,thus, uprooted all sort of violence and injustice from the society. It established Muslim Ummah at international level in order to function in accordance with the rules of justice, counselling and merit in the ages to come and ensured basic human rights to uphold justice till the doomsday. It drew distinction between Halal (Allowed) and Harram (Forbidden), it ensured the security to labour and just distribution of wealth. It abolished hunger, poverty, disease and injustice. This system was in practice in its true spirit in the era of Prophet(ﷺ) and the Righteous Caliphate. Till today, it is duty of all of us to implement it and it is implementable. Thus, all constructive, natural and virtuous Islamic Impacts like justice,

kindness, health, prosperity and progress have been discussed in this essay in accordance with the principles of research.

Keywords: Political impact, economic impact, human society, Islamic studies

انسانی معاشرت پر علوم اسلامیہ کے سیاسی و معاشی اثرات:

انسان کی معاشرت پسندی اور معاشرتی فطرت کی بناء پر روئے زمین پر معاشرہ قائم ہوا۔ علم المعاشرت کو کلی اور وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو فرد اور سوسائٹی کے سیاسی و اقتصادی رجحانات اور میلانات کا علم ہوتا ہے۔ گویا پوری نسلِ انسانی سماجی، سیاسی اور معاشی طرز عمل کی مستقل لامتناہی تاریخ ہے۔ اسلامی تعلیمات انسانی زندگی کے تینوں شعبوں سیاست، معیشت اور معاشرت میں مکمل رہنمائی عطاء کرتی ہیں، جو فلسفہ قدیم و جدید سے ماوراہو کر ہر دور میں عدل واحسان، راستی، سچائی اور حکمت و توازن پر مشتمل ہیں۔

تعمیرِ فرد سے تعمیرِ اجتماع تک، عام شہری اصولوں سے لے کر قیامِ ریاست تک اور انفرادی کفالت سے لے کر قومی بلکہ بین الاقوامی معاشی تعمیر وترقی تک اسلامی تعلیمات کا ایک ہزار سالہ قائدانہ کردار رہا ہے۔ طبعی بشریات (Physical Anthropology) سے لے کر ثقافتی بشریات (Cultural Anthropology) کے سادہ دور سے لے کر آج کے گلوبل دور میں اسلام نے will of people کا احترام کیا ہے۔ سوشل پالیسی میں شرفِ انسانیت (Dignity of mankind) اس کا اصل الاصول ہے۔

عمرانی معاہدہ (Theory of Social Contract) سے لے کر (Theory of Social Organism) تک اسلامی رہنمائی کو قرآن حکیم میں محفوظ اور سیرۃ النبی ﷺ میں ظاہر کیا گیا ہے۔

سیاسی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، انسانی مشاورت کو اہمیت دی گئی ہے۔

معاشی زندگی میں وسائلِ رزق پر انسان کی ذاتی ملکیت کی بجائے اس کا قانونی حق تسلیم کیا گیا ہے۔

اس طرح سیاسی نظام میں مذہبی تھیا کریسی اور معاشی نظام میں سرمایہ داری کے افراط اور اشتراکیت کی تفریط سے سوسائٹی کو پاک کیا گیا ہے۔

یہ نظام ہر دور کی طرح آج بھی انسانیت کی بنیادی ضرورت ہے اور لائقِ عمل ہے۔ اسلام کی اجتہادی روح اسے ارتقاءِ تمدن کے ہر دور میں تازہ رکھتی ہے۔ چنانچہ معاصر احوال کی روشنی میں سیاسی، اقتصادی گوشوں پر اسلامی علوم و معارف کے مثبت اور تعمیری اثرات وہدایات محکم استدلال اور تحقیقی اسلوب کے مطابق اس مضمون میں بیان کیے گئے ہیں۔

قبل از اسلام کی دنیا:

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل انسانیت فکر و عمل کی گمراہیوں اور ضلالتوں کی عمیق غاروں اور خوفناک سمندروں میں گم تھی۔ انسان انسان کے لیے وحشی بن چکا تھا۔ ریاست کا کلچر جنگل کے کلچر سے زیادہ خوفناک تھا۔ سیاسی اور معاشی شعبہ ہائے حیات میں ظلم وجبر، دہشت و تشدد، استحصال وحق تلفی کی کوئی ایسی شکل نہ تھی جو پستیوں کی آخری حد کو نہ چھور ہی ہو۔ قرآنِ حکیم نے بھی انسانیت کی اس زبوں حالی کو بیان کیا ہے اور حضور ﷺ کی بعثت سے قبل انسانیت کا نقشہ یوں پیش کیا ہے: ترجمہ:

"در حقیقت مومنین پر اللہ تعالی نے احسان کیا ہے کہ ان کیں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو اس کیتاب کی آیات ان کو سناتا ہے، ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔"(1)

ایک اور جگہ ہے، ترجمہ: "اللہ وہ ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیا جو ان پر ہماری آیات کا تلاوت کعتا ہے اور ان کی تزکیہ کرتا ہے اور ان کو علم ودانائی کی تعلیم دیتا ہے" (2)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں، ترجمہ: ”اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد رکھو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے آپ کے دلوں کو جوڑ دیا پس آپ اللہ کے فضل سے دوست بن گئے حالانکہ آپ تھے آگ کے گڑھے کے کنارے پر پھر اس رب نے آپ کو بچالیا“(3)

اس دورِ وحشت و بربریت کا نقشہ حضرت جعفر طیار نے دربارِ نجاشی میں ان الفاظ میں بیان کیا تھا:

”بادشاہ سلامت! ہم جاہل لوگ تھے۔ بتوں کے پجاری تھے۔ مُردار خور تھے۔ فواحش کے مرتکب تھے۔ قطع رحمی کرنے والے تھے۔ ہمسایوں سے بُرا سلوک کرتے تھے۔ ہمارا طاقتور ہمارے کمزور کو ہڑپ کر جاتا تھا۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر ایک رسول کو مبعوث کیا جس کے حسب و نسب، راست گوئی، امانت اور پاکدامنی کو ہم جانتے تھے۔ اس نے ہمیں اللہ کی وحدانیت اور عبادت کی دعوت دی اور کہا کہ اپنے اور اپنے آباءواجداد کے پتھروں اور دیگر چیزوں کے بنے ہوئے بتوں کو پوجنا چھوڑ دو۔ اس نے ہمیں راست گوئی، امانت کی ادائیگی، صلہ رحمی، ہمسائے سے حسنِ سلوک، حرام چیزوں سے اجتناب اور خون ریزی سے بچنے کا حکم دیا۔ اس نے ہمیں فواحش، جھوٹ، یتیم کے مال کو کھانے اور پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اس نے ہمیں نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا بھی حکم دیا۔“(4)

من الظلمات الی النور:

انسانی معاشرت اور تہذیب کے اس جہنم نما ماحول میں اسلام کا حیات بخش اور حیات افروز پیغام حق جب اقرا سے شروع ہو کر الیوم اکملت لکم دینکم تک پہنچا تو وحشت تہذیب بن گئی، ظلم عدل سے بدل گیا، جہالت کی تاریکیاں علم کی ضیاء پاشیوں میں بدلیں، ذہن بدلے، افکار بدلے، سوچیں بدلیں، طرزِ عمل بدلے، طرزِ حیات بدلا، سیاست بدلی، معیشت بدلی، معاشرت بدلی اور یہ تمام مثبت اور تعمیری تبدیلیاں اسلامی انقلاب کی شکل میں ریاستِ مدینہ کا روپ دھار کر دنیا کے سامنے دار السلام یعنی دنیا کی جنت رسالت مآب ﷺ نے قائم کر کے دکھائی۔ جو آج بھی اتنی ہی صحت مند، قابل عمل اور لائق تکریم ہے جتنی کہ زمانہ نزول قرآن کے وقت تھی۔ اقبال نے فرمایا تھا:

ؔ ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر   کہیں مسجود تھے پتھر، کہیں معبود شجر

خُوگرِ پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر — مانتا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیونکر

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام ترا؟ — قوّتِ بازوئے مسلم نے کیا کام ترا

سیاسی اثرات:

1. تطہیر تصورِ حاکمیت:

انسانی معاشرت پر علوم اسلامی کے سیاسی اثرات کے حوالہ سے پہلا اور سب سے اہم اثر اسلام کے تصورِ حاکمیت کا ہے۔ سیاسی زندگی کی بنیادی اینٹ حاکمیت (sovereignty) کی ہے۔ اسلام نے سب سے پہلے تصورِ حاکمیت کی تطہیر کی۔ انسانوں پر انسانوں کی حاکمیت حتیٰ کہ غیر اللہ کی حاکمیت کو حرفِ غلط کی طرح مٹا کر ایک ایسا عقلی، فطری نکتہ عطا کیا کہ جس سے انکار یا فرار ممکن نہیں۔ ارشاد فرمایا:﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ﴾ (5)

"خبر دار رہو! اُسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔"

قرآنِ حکیم میں غیر اللہ کی حاکمیت کا انکار اور حاکمیتِ رب کا اثبات اس قدر تسلسل، کثرت اور اہتمام کیا گیا جس سے انسانوں کو ہر طرح کے ظلم سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اسلامی علوم کا سیاسی شعبہ میں سب سے بنیادی اور پہلا اثر یہ سامنے آیا کہ محکوم انسان کو دوبارہ سے اللہ رب العزت کا نائب اور خلیفہ بنا دیا گیا۔ حاکمیتِ غیر کی نفی اور اللہ کی حاکمیت کو نافذ کیا گیا۔ قرآن حکیم میں فرمایا:
﴿ ولا یشرک فی حکمہ احدا﴾ (6)

"اور وہ اپنی فیصلے میں کسی کو حصہ دار نہیں بناتا۔"

ایک اور جگہ فرمایا: ترجمہ:

"برکت والی ہے وہ ذات جس کے قبضے میں بادشاہت ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"[7]

مزید فرمایا: ترجمہ:

"اور کہو "تعریف ہے اس خدا کے لیے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا، نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے، اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا پشتیبان ہو" اور اس کی بڑائی بیان کرو، کمال درجے کی بڑائی۔"[8]

سورۃ آل عمران میں ہے: ترجمہ:

"کہو! خدایا! مُلک کے مالک! تو جسے چاہے، حکومت دے اور جسے چاہے، چھین لے جسے چاہے، عزت بخشے اور جس کو چاہے، ذلیل کردے بھلائی تیرے اختیار میں ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"[9]

قرآن کے بعد حدیث اسلامی قانون کا دوسرا بڑا ماخذ ہے۔ آپ ﷺ کے ارشادات و فرمودات کی روشنی میں بھی سیاسی زندگی کے اس اہم شعبہ کے متعلق رہنمائی ملتی ہے اور حاکمیتِ الٰہی سے متعلق واضح ارشادات موجود ہیں۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

"یا اللہ! پالنے والے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے (جبرائیل اور میکائیل دونوں رحمت کے فرشتے ہیں اور اسرافیل ان کے اور اللہ کے بیچ میں رسول ہیں) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ سیدھی راہ بتا جس میں لوگ اختلاف کرتے ہیں اپنے حکم سے بیشک تو ہی جسے چاہے سیدھی راہ بتاتا ہے۔"[10]

«قَالَ: " هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ: قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ، أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، ثُمَّ ...... قَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ "»(11)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟" میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو جانتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے، جب بندے یہ کام کریں" (یعنی اسی کی عبادت کریں، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں) میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔"

ایک دعا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حاکمیتِ مطلقہ وکاملہ وعادلہ کا ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

صحیح ابن حبان میں ہے:

"اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری باندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ مجھ پر تیرا حکم چلتا ہے اور میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل پر مبنی ہوتا ہے۔"(12)

2. اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (حاکمیتِ رب کی عملی صورت):

علوم اسلامیہ کے سیاسی زندگی پر اثرات میں حاکمیتِ رب کے تصور کے بعد دوسرا اثر اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے مرتب ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ حاکمیتِ الٰہی کی عملی صورت اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر آتی ہے۔ اسی لیے قرآنِ حکیم نے ہمیشہ اطاعتِ رسول پر زور دیا اور معصیت رسول کی سخت مذمت کی۔

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کر لو۔“(13)

سورۃ نساء میں ہے

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی۔“ (14)

سورۃ الفرقان میں ہے:

”اس دن ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا "کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا۔“ (15)

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (16)

”رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”میری پوری امت جنت میں جائے گی سوائے منکریں کے۔“ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا ”جو میری فرمانبرداری کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔“ (17)

ایک اور جگہ فرمایا:

”جس نے میری فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری بات نہیں مانی اس نے اللہ کی معصیت کی اور جس نے میرے (مقرر کئے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی معصیت کی اس نے میری باتوں کا انکار کیا۔“ (18)

اطاعت واتباعِ رسالت مآب ﷺ کے یہ احکامات سیاسی شعبہ حیات کو انتشار اور ہر طرح کے اندرونی بیرونی خلفشار سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اسلامی علوم کا یہ بنیادی اثر وحدتِ امت کے ساتھ ساتھ وحدتِ انسانیت کی بھی بنیاد بن سکتا ہے۔

3. اہل افراد کا تقرر:

ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"اہل افراد کو عہدے دینا اور عدل کے مطابق فیصلے کرنا ہی عادل سیاست اور ولایتِ صالحہ کی بنیاد ہے۔"[19]

سیاسی زندگی پر علوم اسلامیہ کا تیسرا اثر یہ ہے کہ تقسیمِ مناصب اور تقررِ اہل کار وملازمین تک اسلام نے اہلیت، دیانت، مہارت کی بنیاد پر قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

ترجمہ: "بیشک اللہ تجھے امانتوں کو ان کے حق داروں کو ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو، اللہ تم کو نہایت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔" (20)

آپ ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا کہ کیا قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب امانت (ایمانداری دنیا سے) اٹھ جائے تو قیامت قائم ہونے کا انتظار کر۔ اس نے کہا ایمانداری اٹھ جانے کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب (حکومت کے کاروبار) نااہلوں کا حوالہ کیا جائے تو قیامت کا انتظار کر۔"[21]

سورۃ القصص میں ہے: ترجمہ:

"آخرت کا وہ گھر ہم نے ان لوگوں کے لیے تیار کرتے ہیں زمیں میں بڑا پن نہیں چاہتے ہین اور ہی فساد اور اچھا انجام نیک لوگوں کے لیے ہے"(22)

سیاسی زندگی پر اسلامی تعلیمات کا یہ تیسرا اثر ریاست کی ترقی، تحفظ اور افراد میں اہلیت و دیانت کے اوصاف پیدا کرنے میں بہت نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ ملوکیت، نسلیت، مذہبیت، علاقیت، قومیت، لسانیت کے بتوں کو توڑ کر امانت، دیانت، اہلیت، فرض شناسی، احساسِ مسؤولیت اور جذبہ حریت و تحفظ کو فروغ ملتا ہے۔ اس طرح فطری لحاظ سے ریاست اپنے مقاصد کے حصول کی طرف کامیابی سے گامزن رہتی ہے۔ امن وامان، تحفظ و سلامتی، عوامی حقوق کی ادائیگی، شہری ضرورتوں کی کفالت جیسے اعلیٰ مقاصد کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ عدل اور قانون سے ہٹ کر ہونے والی تقرری ہمشہ فرد سے لے کر ریاست تک سب کے لیے جبر و ظلم ک ذریعہ بنتی ہے۔ ان اثرات کی بدولت سیاسی زندگی پوری فطری رفتار اور بہتری کے ساتھ آگے بڑھتی رہتی ہے۔ محکومیت کا خاتمہ، آزادیوں کا فروغ، حقوق کا حصول اور سب سے بڑھ کر قیامِ امن، نفاذِ قانون جیسی اعلیٰ اقدار قائم ہوتی ہیں۔

4. بنیادی حقوق کا یقینی تحفظ و تسلسل:

اسلام سے پہلے بنیادی حقوق کا نہ تصور تھا، نہ کلچر۔ علوم اسلامیہ کا سیاسی زندگی پر چوتھا اثر یہ تھا جو قیامت تک قائم رہے گا کہ انسان کو اس کے بنیادی حقوق کی نہ صرف ضمانت دی گئی بلکہ عملاً وہ حقوق ریاست نے فراہم کر دیے۔ حقِ زندگی، حقِ ملکیت، حقِ تعلیم، حقِ صحت، حقِ نکاح، حقِ انصاف، حقِ احتجاج، حقِ عدت، حقِ وراثت، حقِ آزادئ اظہار رائے اور اس جیسے تمام بنیادی اہم انسانی حقوق کا ماحول عرب کی جنگل نما سوسائٹی میں پہلی مرتبہ رسالت مآب ﷺ نے قائم کیے۔ قرآن و حدیث ان حقوق کی تفصیلات، اہمیت، وسعت اور نفاذ کے طریقہ کار کے حوالہ سے مملو ہیں۔

مغرب کا تصورِ حقوق انسانی چودھویں صدی میں میگنا کارٹا کی دستاویز سے شروع ہوتا ہے جو انقلابِ فرانس تک جا کر منتج ہوتا ہے۔ لیکن اس میں صرف تبدیلئ حکومت کے متعلق بعض حقوق کا ذکر کیا گیا۔ جو کہ ایک جزوی دستاویز ہے۔ جبکہ اسلامی تصورِ حقوق ولادتِ انسانی سے قبل شروع ہو جاتے ہیں (حاملہ کے خصوصی حقوق، حقوقِ عدت، حقوقِ نفقہ، حقوقِ تحفظ، حقِ عقد ثانی، حقِ خلع) اور بعد از وفات (شرعی تجہیز و تکفین کا حق، صدقہ جاریہ، علمِ نافع اور اولادِ صالحہ کا ثواب ملتا ہے) یہ تمام حقوق سفارشات کی بجائے احکامات کا درجہ رکھتے ہیں۔ علوم اسلامیہ کے حقوقِ انسانی پر یہ مثبت اور تعمیری اثرات پوری دنیا میں آج اپنی مثال آپ ہیں۔

5. قیامِ عدل ونفاذِ قانون:

انسانی سیاسیات پر علوم اسلامیہ کا پانچواں اثر جو ترتیب کے لحاظ سے پانچواں اور تاثیر کے لحاظ سے پہلا بنتا ہے، وہ شعبہ سیاست سمیت زندگی کے تمام گوشوں میں قیامِ عدل و نفاذِ قانون ہے۔ دراصل بقیہ چار اثرات بھی اسی قیامِ عدل و نفاذِ قانون کا منطقی نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء ورسل کی بعثت اور نزولِ کتب کا واحد مقصد قیامِ عدل و نفاذِ قانون کو ہی قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"ہم نے اپنے پیغمبروں کو واضح نشانات کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو نازل کیا ہے تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔"(23)

﴿وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ﴾ (24)

"میں مامور ہوں اس بات کا کہ آپ کے درمیاں انساف کروں۔"

سورۃ نساء میں ہے: ترجمہ:

"ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری طرف بھیجی ہے تاکہ آپ فیصلہ کریں اس طریقے پر جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے، تم خیانت کرنے والے لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والے نہ بنو۔"(25)

نفاذِ عدل کو اس حد تک یقینی بنایا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"تم میں سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہو گئے کہ اگر ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کوئی کمزور چوری کر لیتا تو اس پر شرعی سزا قائم کرتے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرلے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹوں گا۔"(26)

قبل از اسلام کی دنیا ان تصورات واثرات سے یکسر محروم اور نابلد تھی۔ اور بعد از اسلام کی آج کی دنیا ان اعلیٰ اور بنیادی تعلیمات سے روگردانی کرنے کی وجہ سے اسی ڈگر اور نہج پر ہے جو قبل از آمدِ اسلام تھی۔اس لیے فرمایا:

"دوڑو اللہ کی طرف، میں تمہارے لیے اس کی طرف سے واضح ڈرانے والا ہوں۔"(27)

معاشی اثرات:

زندگی کا اہم ترین شعبہ معاش ہے۔ تاریخی لحاظ سے سیاسی اور سماجی طرزہائے حیات پر معاشی شعبہ کو تقدم حاصل ہے۔ کیونکہ جنت کے اندر ہی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمادیا تھا:﴿وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا﴾ (28)

"اور یہاں بفراغت جو چاہو کھاؤ۔"

اس لیے اسلام نے اپنے پُر حکمت معتدل اور فطری نظامِ حیات میں معاشیات کو اس کا اصل مقام دیا۔ اور معاشی زندگی پر علوم اسلامیہ کے بنیادی اثرات نمایاں ہوئے۔ بعض اہم اثرات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1. ملکیتِ الٰہی کا تصور:

معاشی شعبہ پر اسلامی تعلیمات کا سب سے نمایاں اثر مسئلہ ملکیت پر ہے۔ جس طرح سیاسی زندگی کا بنیادی مسئلہ تطہیر حاکمیت ہے، اسی طرح معاشی زندگی کا اولین بنیادی قضیہ تصورِ ملکیت کی اصلاح اور درستگی ہے۔ جس طرح سیاسی زندگی میں انسان حاکم نہیں، بلکہ اصل حاکم (اللہ رب العزت) کا نائب ہے: یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں[29]﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ﴾ (30) اسی طرح معاشی زندگی میں انسان معاشی وسائل کا مالک نہیں، بلکہ امین ومحافظ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو اُن چیزوں میں سے جن پر اس نے تم کو خلیفہ بنایا ہے جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں گے اور مال خرچ کریں گے ان کے لیے بڑا اجر ہے۔" (31)

معاشی زندگی میں نہ صرف ملکیتِ غیر اللہ کی نفی ہے بلکہ ان وسائل کو بطور امانت استعمال کرنے پر مسؤولیت کا بھی سخت تصور پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ (32)

''پھر ضرور اُس روز تم سے اِن نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔''

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

''انسان کا قدم قیامت کے دن اس کے رب کے پاس سے نہیں اٹھے گا جب تک اس سے پانچ سوالات نہ کیے جائے: اس کی عمر کے بارے کہ وہ کہا خرث ہوئی؟، اس نے جوانی کہاں گزاری؟، مال کہاں سے کما کر کہاں خرچ کیا؟ اور علم پر کتنا عمل کیا؟۔''(33)

معاشی زندگی میں نفی ملکیتِ انسانی، اثبات ملکیتِ الٰہی اور مسؤولیتِ انسانی کا یہ اثر انسان کو قارون بننے کی بجائے انسانیت کا محافظ و کفیل بناتا ہے۔ جس طرح سیاسی زندگی کے اثرات میں انسان کو فرعون بننے کی بجائے انسانیت کا معاون و خادم بناتا ہے۔ علامہ اقبال نے بھی فرمایا تھا:

؎ غیر حق چوں ناہی و آمر شود زور ور بر ناتواں قاہر شود

یعنی اگر حقِ حکمرانی غیر اللہ کے سوا کسی اور کے پاس ہو تو ہمیشہ قلیل طاقتور گروہ عظیم ترین انسانی اکثریت کا استحصال کرتے ہیں۔

یہ وہ تعلیمات تھیں جن کی بنیاد پر نبی ﷺ نے مدینہ کی اولین اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تھی۔ جس میں حکم یہ تھا:

''ان کے اہل ثروت سے لی جائے گی اور انہیں کے فقراء میں بانٹ دی جائے گی۔''(34)

2. حدودِ الٰہی میں قانونی ملکیت:

معاشی زندگی میں اسلامی ہدایات اور نبوی تعلیمات کا اہم اور فطری اثر یہ مرتب ہوا کہ انسان کی حقیقی اور قطعی معاشی ملکیت قائم کرنے کی بجائے حدودِ الٰہی کے اندر وسائل حیات پر انسان کی قانونی ملکیت کا تصور پیش کیا۔ یہ وہ تصور ہے جو اسلامی تعلیمات کو نظامِ سرمایہ داری کی اور اشتراکیت کی گمراہیوں سے بچا کر ان دونوں نظام ہائے معیشت کے اچھے پہلو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ انسان اشتراکیت کی طرح نہ تو مجبورِ محض ہے اور نہ ہی سرمایہ داری کی طرف مالکِ کل ہے۔ بلکہ افراط و تفریط کی ان دو انتہاؤں کے بین نقطہ اعتدال پر مبنی تصور یہ ہے کہ حدودِ الٰہی کے اندر رہتے ہوئے ہر انسان کو اس کے معاشی وسائل پر اس کے قانونی حق کو تسلیم کیا۔ نہ صرف تسلیم کیا، بلکہ اس کو تحفظ دیا۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ای دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ مگر یہ آپ کی رضامندی سے تبادلہ ہو۔“ (35)

سورۃ بقرۃ میں ہے:

”ایک دوسرے کے اموال ناجائز طریقے سے مت کھاو اور نہ ان کو حکام کے پاس لے جاؤ تا کہ مال کا ایک حصہ گناہ کے ساتھ کھالو حالانکہ تم جانتے ہو۔“ (36)

اس قانونی ملکیت میں کسی کے غیر قانونی تصرف کو شریعت نے سرقہ قرار دیا اور اس کی سرزنش فرمائی

”اور چور، خواہ عورت ہو یا مرد، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ اُن کے کیے ہوئے کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا۔“:(37)

آپ علیہ الصلوات والتسلیمات نے فرمایا:

اللہ نے چور پر لعنت بھیجی کہ وہ ایک انڈا چوری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے، ایک رسی چراتا ہے اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے۔“(38)

3. حلال وحرام کا تعین:

تیسرا اثر معاشی زندگی پر اسلامی تعلیمات کا یہ مرتب ہوا کہ ماکولات ومشروبات اور کسبِ مال، صرفِ مال، تبادلۂ مال، تقسیمِ مال کے ہر شعبہ میں حلت وحرمت کا قطعی اور حتمی تعین کر دیا گیا۔ اس سے انسان نہ تو بے لگام معاشی آزادی میں مبتلا ہوتا ہے اور نہ ہی غیر فطری، غیر عقلی، غیر قانونی معاشی گھٹن وبندش لاحق ہوتی ہے۔ بلکہ کامل نقطہ اعتدال نصیب ہوتا ہے۔ اس حوالہ سے جامع ترین ضابطہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (39)

"ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔"

ایک طویل حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے لیکن حلال وحرام کے درمیان ایسی چیزیں ہیں جو دونوں سے ملتی ہیں یعنی اس میں شبہ ہے ان کو بہت لوگ نہیں جانتے تو جو شبہات سے بچا وہ اپنے دین اور آبرو کو سلامت لے گیا اور جو شبہات میں پڑا وہ آخر حرام میں بھی پڑا جیسے وہ چرانے والا کہ ممنوعہ زمین کے آس پاس چراتا ہے اس کے جانور چراگاہ کو بھی چر جائیں گے۔ خبر دار رہو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ خبر دار رہو اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ جان رکھو بیشک بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ سنور گیا تو سارا بدن سنور گیا اور جو وہ بگڑ گیا تو سارا بدن بگڑ گیا یاد رکھو وہ ٹکڑا دل ہے۔"(40)

ان پاکیزہ تعلیمات کے اثرات کی بدولت خاکی انسانوں نے ایسا سماج تشکیل دیا جو نوری مخلوقات کے لیے بھی قابلِ رشک تھا۔ سچ کہا اقبال نے:

؎ مقامِ بندگی دیگر، مقامِ عاشقی دیگر زنوری سجدہ می خواہی زخاکی بیش ازاں خواہی

4. محنت اور سرمائے کا توازن:

اسلامی اور الہامی تعلیمات و ہدایات کا ایک اہم اثر انسانی معیشت پر یہ مرتب ہوا کہ صدیوں سے لاینحل اور متنازعہ مسئلہ محنت اور سرمائے کے درمیان عدم توازن کو انتہائی عدل و قسط اور انصاف سے اخلاقی اور قانونی طور پر حل کر دیا۔ سرمایہ دار کو عدمِ استحصال کا حکم دیا اور مزدور کی اجرت کی بروقت ادائیگی کو یقینی بنایا۔ اور مزدور کو خیانت اور کام چوری سے منع کیا اور سرمایہ دار کا خیر خواہ بنایا۔ اور اپنی صلاحیت اور دیانت کو بہتر بنانے کی طرف راغب کیا۔

﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾ (41)

”بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔“

حقوق محنت کے تحفظ اور مزدور کے لیے کسبِ حلال کے متعلق فرمایا: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾ مالک کو حکم دیا کہ اجرت طے کیے بغیر عامل کو مقرر نہ کیا جائے۔ اور اس کی اجرت بروقت ادا کی جائے:

”مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔“ (42)

«خَيْرُ الْكَسْبِ، كَسْبُ يَدِ الْعَامِلِ إِذَا نَصَحَ» (43)

”بہترین کمائی اس کمانے والے کی ہے جو خیر خواہ ہو۔“

اقبال نے کیا کمالِ حکمت سے فرمایا:

ے
چیست قرآں؟ خواجہ را پیغامِ مرگ — دست گیر بندۂ بے ساز و برگ
ہیچ خیر از بندۂ زر کش مجو — لن تنالوا البر حتی تنفقوا

قرآن ہر حرام خور اور حرام کار کے لیے موت کا پیغام ہے۔ کمزور مظلوم طبقات کی قرآن دستگیری کرتا ہے۔ کبھی بھی بخیل اور قارونی مزاج شخص سے خیر کی توقع نہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تم نیکی کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پاسکتے جب تک اپنی عزیز ترین اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

5. ترجیحات کا تعین اور کفالتِ عامہ (منصفانہ تقسیمِ دولت):

اسلامی تعلیمات کا معاشی زندگی پر نہایت ہی بنیادی اور اہم ترین اثر یہ مرتب ہوا کہ فرد یا ریاست اپنے معاشی معاملات کی تشکیل کے لیے ہمیشہ ترجیحات کا تعین کرے۔ ضروری ترین امور کو زیادہ اہمیت دی جائے۔ پھر اس درجہ بندی کو پوری زندگی پر محیط کیا جائے۔ ریاست اور اولوالامر کو اس بات کا پابند بنایا کہ وہ بدلتے ہوئے معاشی حالات اور ان کے تقاضوں پر پوری بصیرت سے گہری نظر رکھے اور معاشی اہداف کے حصول کے نئے نئے طریقوں پر غور کرے۔ انہیں قابلِ عمل بنائے۔ اس طرح معاشی زندگی کا اہم ترین شعبہ پوری دانائی، دانشمندی، حکمت، فوری اور درست فیصلوں کے طرزِ عمل سے چلایا جائے۔ اس ضمن میں قرآنِ حکیم کی عظیم ترین آیت یہ ہے:‹ ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا › (44)

آپ کا فرمان ہے:«مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ» (45)

"جو میانہ روی اختیار کرتا ہے، وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا۔"

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"حکمت کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں کہیں بھی اسے پائے وہ اسے حاصل کر لینے کا زیادہ حق رکھتا ہے"(46)

اس طرح منصفانہ تقسیمِ دولت اور کفالت عامہ کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات کے مثبت اثرات بھی معاشی زندگی پر مرتب ہوئے۔ اور یہ ضابطہ عطاء فرمایا:

”تا کہ وہ تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گھومتا نہ رہے۔“[47]

سورۃ المعارج میں ہے ﴿۲۵﴾ [48]

”جن کے مالوں میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے فقیر کا ایک حق مقرر ہے۔“

سورۃ حشر میں ہے

”اور اپنی ذات پر دوسروں کو فوقیت دیتے ہیں اگرچہ خود ضرورت مند بھی ہو۔“ [49]

سورۃ الدھر میں ہے:

”(اور اُن سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔“ [50]

خلاصہ ونتائج:

1. اسلامی تعلیمات ہدایت ونور اور زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ایسی پاکیزہ اور قابلِ عمل تعلیمات کا نام ہے جو تعمیرِ فرد سے تعمیر سوسائٹی اور پھر ریاست اور عالمی سطح پر انسانیت کی دنیا میں رہنمائی کرتی ہے۔ اور اخروی کامیابی کی بھی ضمانت مہیا کرتی ہے۔
2. سیاسی زندگی میں حاکمیتِ الٰہی، اطاعتِ رسول ﷺ، قیامِ عدل، نفاذِ قانون، شورائیت، اہل افراد کا تقرر، عدلیہ وانتظامیہ کی تطہیر واصلاح کے حوالہ سے تاریخ انسانیت پر ایسے اثرات مرتب کیے جو مقامی سطح سے لے کر عالمی امن وسلامتی تک کی ضمانت اور تاریخی شہادت پیش کرتے ہیں۔
3. انسانی حاکمیت کی بجائے انسانی خلافت جیسے الہامی تصورات سے سیاسی شعبے کی تعمیر وتطہیر سے ہمکنار کرتے ہیں۔

4. معاشی زندگی میں غیر اللہ کی ملکیت اور معاشی وسائل پر انسان کے امین ہونے کے تصور سے اس مفید شعبے پر وہ مفید اثرات مرتب کیے جو سرمایہ داری اور اشتراکیت کے فوائد پر مشتمل اور ان دونوں نظام ہائے معیشت کے منفی پہلو سے پاک ہے۔
5. کفالتِ عامہ، منصفانہ تقسیمِ دولت، انفاق، حرمتِ سود، فرضیتِ زکوٰۃ، بنیادی ضروریات کی فراہمی، قانونِ الٰہی کے اندر رہتے ہوئے انسانی آزادی، حلال وحرام کے ضابطے، ترجیحات کا تعین اور اس قسم کے بہترین اثرات کی بدولت معاشی شعبہ حیات کو ترقی اور کامیابی سے ہمکنار کرتے ہیں۔

تجاویز وسفارشات:

مذکورہ بالا نتائج البحث کو مدِ نظر رکھتے ہوئے درج ذیل سفارشات پیش جا سکتی ہیں:

1. علومِ اسلامیہ کے سیاسی و معاشی اثرات کو ہمارے نصاب کا حصہ ہونا چاہیے۔
2. اس پر مزید بحث و تحقیق کے لیے تھنک ٹینک بننے چاہییں۔
3. اس فطری نظام کے خلاف سازشیں کرنے والوں کا مؤاخذہ اور محاسبہ ہونا چاہیے۔

حوالہ جات

(1) آل عمران:3/164.

(2) الجمعۃ:62/2.

(3) آل عمران:3/103.

(4) الدرر فی اختصار المغازی والسیر: جمال الدین اَبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد ابن عبد البر النمری القرطبی المالکی (المتوفی: 463ھ)، دار المعارف–القاہرۃ، الطبعۃ: الثانیۃ، 1403ھ۔ باب بعث حمزۃ وبعث عبیدۃ، غزوۃ بدر الثانیۃ، ص:136.

(5) الأعراف:7/54.

(6) الکھف:18/26.

(7) الملک:67/1.

(8) الإسراء:17/111.

(9) آل عمران:3/26.

(10) صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج ابو الحسین القشیری النیسابوری (المتوفی: 261ھ)، دار إحیاء التراث العربی–بیروت، بلا تاریخ، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب الدعاء فی صلاۃ اللیل، حدیث نمبر (770):1/534.

(11) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعا، رقم الحدیث (30):1/58.

(12) صحیح ابن حبان: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى: 354ھ)، مؤسسة الرسالة–بيروت، الطبعة: الثانية، 1414–1993م، كتاب الرقاق، باب الادعية، ذكر الامر لمن اصابه حزن ان يسال الله ذهابه عنه وابداله، حدیث نمبر (972):3/253.

(13) محمد:47/33.

(14) النساء:4/80.

(15) الفرقان:25/27.

(16) النور:24/63.

(17) صحیح البخاری: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاری الجعفی (المتوفیٰ:256ھ)، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، حدیث نمبر (7280):9/92.

(18) صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب قول الله تعالیٰ: اطیعوا الله واطیعوا الرسول، حدیث نمبر (7137):9/92.

(19) السياسة الشرعية في اصلاح الراعي والرعية: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيميہ الحرانی الحنبلی الدمشقی (المتوفى: 728ھ)، وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد – المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، 1418ھ، المقدمة، ص:6.

(20) النساء:4/58.

(21) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سئل علما وهو مشتغل بالحديث، حدیث نمبر (59):1/21.

(22) القصص:28/83.

(23) الحدید:57/25.

(24) الشوری:42/15.

(25) النساء:4/105.

(26) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب۔۔۔، حدیث نمبر (4304):5/151.

(27) الذاریات:51/50.

(28) البقرۃ:2/35.

(29) البقرۃ:2/30.

(30) الأنعام:6/165.

(31) الحدید:57/7.

(32) التکاثر:102/8.

(33) سنن الترمذی: محمد بن عیسیٰ بن سَورۃ بن موسیٰ بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسیٰ (المتوفیٰ: 279ھ)، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی – مصر، الطبعۃ: الثانیۃ، 1395ھ – 1975م، کتاب صفۃ القیامۃ، باب فی القیامۃ، حدیث نمبر (2416):4/612.

(34) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب بعث أبی موسیٰ، حدیث نمبر (4347):5/162.

(35) النساء:4/29.

(36) البقرۃ:2/188.

(37) المائدۃ:5/38.

(38) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب لعن السارق اذالم یسم، حدیث نمبر (6783):8/159.

(39) الأعراف:5/157.

(40) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب اخذ الحلال وترک الشبھات، حدیث نمبر (1599):3/1219.

(41) القصص:28/26.

(42) سنن ابن ماجہ: ابن ماجۃ أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، وماجۃ اسم أبیہ یزید (المتوفی: 273ھ)، دار إحیاء الکتب العربیۃ، بلا تاریخ، کتاب الرھون، باب اجر الأجراء، حدیث نمبر (2443):2/817.

(43) مسند احمد: أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (المتوفی: 241ھ)، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولی، 1421ھ- 2001م، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی ھریرۃ، حدیث نمبر (8412):14/136.

(44) البقرۃ:2/269.

(45) المعجم الأوسط: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (المتوفی: 360ھ)، دار الحرمین – القاہرۃ، بلا تاریخ، باب المیم، من اسمہ: محمد، حدیث نمبر (5094):5/206.

(46) سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث نمبر (2687):5/51.

(47) الحشر:59/7.

(48) المعارج:70/24-25.

(49) الحشر:59/9.

(50) الدھر:9/76.

References:

1. Al Dorar fi ikhtisaar al Maghazi wa Siyar: jamal Aldeen Abu Umar Yousuf bin Abdul Allah bin Mohammad Ibn Abdul albar Al Namiri Al Qurtubi almalki (D. 463 AH), daar al-maarif – al-qahira, al-taba : al-sania, 1403 AH.
2. Sahih Muslim : Muslim bin AlHjaj Abbu Al Hussain Alqushairi Alnaisabori (D. 261 AH), Daar Ihya Turath Alarbi – Bairout, bilaa tareekh
3. Sahih Ibni Hibban: Mohammad bin Hibban bin Ahmad bin Hibban bin Maaz bin Mabad, Altmimi, Abu Hatim , Aldarmi, Albusti, (D. 354 AH), mosoah Arrisala– Bairout, al-taba : al-sania, 1414 – 1993.
4. Sahih Albukhari: Mohammad bin Ismail Abu Abdullah Albukhari Aljuafi (D. 256 AH), daar taoq Alnajah, al-taba Oola, 1422 AH.
5. Alsiyash Alshariya fi islaah Alraee Wa Alraeea : Tqi Aldeen Abu Alabbas Ahmad bin Abdul Alhalim bin Abdul salam bin Abdul Allah ban Abi Al Qasim bin Mohammad Ibn Taimia Alharrani Alhanbali Aldamishqi (D. 728 AH), Wizarat Alshaoon Alislamia Waloqaf Wadawah Walirshad, Almamlaka Al Arabia Alsaudia, al-taba Oola: 1418 AH.
6. Sunan Altirmizi: Mohammad bin Esa bin Sora bin Mosa bin Alzahhaq, Altirmizi, Abu Esa (D. 279 AH), Sharika Maktaba Wa Matba Mustafa Albabi Alhilbi, Misar, al-taba : al-sania, 1395 – 1975.
7. Sunan Ibni maja : Ibn maja Abu Abdul Allah Mohammad bin Yazid (D. 273 AH), Daar Ihya Al kutb Al Arabia , bilaa Tareekh.
8. Musnad Ahmed : Abu Abdul Allah Ahmad bin Mohammad bin Hanbal bin Hilal bin Asad Alshibani (D. 241 AH), Mosoah Alrisala, al-taba Oola 1421 – 2001.

   Almujam Alosad: Sulaiman bin Ahmad bin Ayob bin Muteer Allakhmi Alshami, Abu Al Qasim Altabrani (D. 360 AH), Daar Alharmain – Al-Qahira, bilaa tareekh.